Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61
213029

جلد 48-83 نمبر 41 | سوموار 25 شوال 1418ھ 23 تبلیغ 1377ہش 23 فروری 1998ء

محترم محمد اکبر اقبال صاحب کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کردیا گیا

(محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے جنازہ پڑھایا اور دعا کرائی)

محترم محمد اکبر اقبال صاحب واقف زندگی کو مورخہ 18- فروری 1998ء کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ چند روز قبل یوگنڈا میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کا جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ساڑھے نو بجے صبح احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں پڑھایا جس کے بعد میت کو بہشتی مقبرہ لے جایا گیا جہاں پر قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

محترم محمد اکبر اقبال صاحب کی میت یوگنڈا سے بذریعہ ہوائی جہاز 17 فروری بروز منگل صبح گیارہ بجے کراچی پہنچی جہاں پر کراچی کی جماعت کے

باقی صفحہ 7 پر

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ ان کو خدا کا شریک بنا دے بلکہ ان کو بطور خادم سمجھے۔ جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصل مقصد اس کا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 3)

ہر مقصد کے حصول کے لئے قربانی کی ضرورت ہوتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ تمام قسم کی قربانیاں قربانی چاہتی ہیں۔ وہ کامیابی جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ہے۔ مگر اس کے لئے بھی بتایا ہے کہ قربانی کی ضرورت ہے۔ وہ کامیابی کیا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندے کو پیدا کیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے تعلق کرنا ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی کتنی فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔ جب تک انسان (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کے مقام پر نہ پہنچے (صراط مستقیم) پر نہیں پہنچتا۔ کامل عبودیت اور کلی طور پر جھک جانا یہ دو باتیں ہیں جن کے بعد بندہ انعام کا مستحق ہوتا ہے۔ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) میں عملاً غلام بننے پر دلالت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص عملاً غلام ہو مگر دل میں خیالات مخالف ہوں۔ لوگ آباء اجداد سے سن سنا کر (احکام دینیہ) کی دوسری باتوں کو بجا لاتے ہیں۔ مگر جب تک خود ان کو ایمان نہ ہو اور ان کے خیالات پاک نہ ہوں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ظاہر میں عبد ہوں لیکن دل دوسری طرف جھکا ہوا ہو۔ تو عبودیت نہیں کہلا سکتی۔ عبودیت یہی ہے کہ دل بھی خدا کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اگر کوئی ہستی نظر آتی ہو تو خدا کی ہستی نظر آتی ہو۔ اس کے سوا کوئی خیال نہ ہو۔ استعانت الفاظ کو چاہتی ہے کیونکہ خواہش اظہار کو چاہتی ہے۔ جب انسان اپنے خیالات' اعمال' اقوال سب کچھ خدا کی رضاء کے لئے قربان کردے تب وہ حقیقی عبد کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

غرض وہ مقصد جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ بھی بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتا تو دیگر امور خواہ دینی ہوں یا دنیاوی۔ کوئی ترقی ہو دینی یا دنیاوی۔ اس کے لئے کیسے قربانی کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ بعض کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ کہاں قربانی ہر ایک قسم کی ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ایک امیر کا بیٹا امیر ہوتا ہے۔ بلا محنت مال و دولت کا وارث ہو جاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ ترقی نہیں۔ اگر امیر باپ کا بیٹا اس دولت میں اضافہ کرتا ہے تو اس کو قربانی ضرور کرنی پڑتی ہے اور اگر اضافہ نہیں کرتا تو اس درجہ سے تنزل کرتا ہے۔ جس پر اس کا باپ ہوتا ہے پس امراء کے بیٹوں کا اپنے آباء کی دولت پر قابض ہونا اس امر کی دلیل نہیں کہ انہوں نے بغیر قربانی کے ترقی کرلی ہے۔ کیونکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ جس حالت میں تھے اس سے انہوں نے ترقی کی ہے یا تنزل۔ جب غور کیا جائے گا تو معلوم ہو گا کہ ترقی کی بجائے وہ تنزل کر رہے ہوتے ہیں جو قربانی نہیں کرتے۔ غرض مقصد کے لئے قربانی کرنی ضروری ہے کیونکہ مقصد کہتے ہیں آئندہ حاصل ہونے والی چیز کو اور وہ تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب قربانی کی جاوے۔ پس کوئی چیز بغیر قربانی کئے حاصل نہیں ہو سکتی۔

ہم بھی ایک غرض کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ دنیا میں خدا کے نام کو پھیلائیں۔ اشاعت (دین حق) کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ اس غرض کے پورے کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کریں ورنہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بہت سے دوست ہیں جن کے دل میں جوش ہوتا ہے۔ وہ کوشش بھی کرتے ہیں لیکن انہوں نے سمجھا نہیں ہو تاکہ کتنا کام ہے۔ اس لئے وہ صحیح تدبیر نہیں کر سکتے۔ ایسا تو کم کوئی شخص ہو گا کہ وہ احمدی ہو اور اس کے دل میں خدمت دین کا جوش نہ ہو۔ اور احمدی جماعت میں کم ہی کوئی شخص ہو گا کہ اس نے کوئی قربانی نہیں کی۔ لیکن خالی قربانی کافی نہیں ہو سکتی بلکہ کامیابی اس طرح ہو سکتی ہے کہ

باقی صفحہ 7 پر

توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پاکر دنیا میں آیا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

- مکرم اکبر حمیدی صاحب اسلام آباد کی دائیں آنکھ کے موتیا کا اپریشن کامیاب ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔
- مکرمہ فوزیہ روبینہ صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا وحید برلاس احمد صاحب الیکٹرک ورکس راولپنڈی کی الجھی ہوئی آنتوں کا دوبارہ اپریشن رابعہ ٹرسٹ ہسپتال فیصل آباد میں مورخہ 18 فروری کو کیا گیا ہے۔ اپریشن کے بعد پیچیدگیوں سے کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔
- مکرم محمود احمد ظفر صاحب بعارضہ قلب و نمونیہ بیمار ہیں اور 15 فروری 1998ء سے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔
- مکرم عبدالحق صاحب حلقہ دارالرحمت غربی ربوہ گزشتہ کئی سال سے پیشاب کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

اعلان

- محلہ دارالیمن وسطی میں کوارٹر درویشان نمبر2 و نمبر4 کا ملبہ بذریعہ نیلامی مورخہ 98-2-23 فروخت کیا جائے گا۔ خواہش مند احباب استفادہ فرمائیں۔ (ناظم جائیداد)

نکاح

- مکرم حارث منان خاں صاحب ابن مکرم لطف المنان خاں صاحب (مقیم امریکہ) کا نکاح بہمراہ ڈاکٹر سعدیہ منصور صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب حلقہ کیتال برگ ابن مکرم میاں عزیز اللہ صاحب حلقہ گارڈن ٹاؤن لاہور بحق مہر پندرہ ہزار ڈالر مکرم محمد اقبال عابد صاحب مربی سلسلہ نے بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں مورخہ 23- فروری 1998ء پڑھا۔ مکرم حارث منان صاحب محترم مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب (وفات یافتہ) مربی انچارج نائیجیریا ابن حضرت حافظ نبی بخش صاحب رفیق بانی حضرت بانی سلسلہ کے پوتے ہیں۔ ڈاکٹر سعدیہ منصور کے والد حضرت میاں عبداللہ سنوری (رفیق حضرت بانی سلسلہ) کے نواسے ہیں اور والدہ ڈاکٹر صادقہ منصور صاحبہ مکرم چوہدری مولا بخش صاحب ربوہ بیٹی اور حضرت چوہدری محمد دین صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ) کی پوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

23 تبلیغ 1377 ھش 23 فروری 1998ء

اللہ تعالیٰ حاسد کے شر سے محفوظ رکھے

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہر دشمن نقصان پہنچا سکتا ہے اور دیکھا جائے تو دشمنی کی ہی اس لئے جاتی ہے کہ نقصان پہنچایا جائے۔ دشمنی کے جذبات دراصل اس بات پر مبنی ہوتے ہیں کہ دوسرے آدمی سے نفرت کرتے ہوئے اس کے کام میں دخل دیا جائے۔ اسے آگے نہ بڑھنے دیا جائے جہاں وہ کھڑا ہے اس سے اسے پیچھے دھکیل دیا جائے۔ اور یہ ساری باتیں نقصان پہنچانے والی ہیں۔ لیکن وہ دشمن زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے جو چھپا ہوا ہو۔ جو شخص سامنے آکر آپ سے دشمنی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا تو آپ مقابلہ کرسکتے ہیں' اس کی دشمنی کے توڑ کے لئے آپ کوئی نہ کوئی تدبیر کرسکتے ہیں۔ کسی دوسرے شخص کی مدد بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن جو شخص چھپ چھپا کر دشمنی کرتا ہے اس کا توڑ خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کوئی شخص آپ کے خلاف کچھ کام کر رہا ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتا ہے اس کا آپ پر اثر ہونے لگتا ہے یعنی آپ پر برا اثر ہونے لگتا ہے۔

جسمانی بیماریوں میں بھی یہی دیکھا گیا ہے اور روحانی بیماریوں میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ بیماری وہ زیادہ خطرناک ہوتی ہے جس کے اسباب چھپے ہوئے ہوں۔ کیونکہ چھپے ہوئے اسباب کا خاصی دیر تک پتہ ہی نہیں چلتا بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ آغاز میں ہی ان کا علاج کروالیا جائے تو وہ لاعلاج نہیں ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ عام طور پر شروع میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ بیماری لگ گئی ہے۔

پس چھپا ہوا دشمن زیادہ تکلیف پہنچا سکتا ہے اور چھپے ہوئے دشمنوں میں سے بھی وہ جو حسد کے ذریعے دشمنی کرے کیونکہ حسد ایک ایسی بات ہے جس کا پتہ نہیں چلتا۔ اور اگر پتہ چلے تو اس کا توڑ آسان نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ ہمیں حاسد سے جب وہ حسد کرتا ہے بچا۔ اور یہ دعا ہم میں سے ہر شخص کو کرتے رہنا چاہئے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ کس کے ساتھ کون حسد کر رہا ہے۔ گویا یہ ایک چھپا ہوا دشمن ہے جس کا نقصان تو بہت زیادہ ہے لیکن جس کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ ہے کون اور کیا کر رہا ہے۔ عام طور پر اس کا نقصان حسد کرنے والے کو بھی ہوتا تو ہے لیکن وہ اس نقصان کو پہچانتا ہی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حسد سے نیکیاں اس طرح ختم ہو جاتی ہیں۔ جس طرح آگ سے لکڑی جل جاتی ہے۔ اور ختم ہو جاتی ہے۔ گویا کہ یہ حسد کرنے والے کا اپنا نقصان ہے لیکن وہ حسد کرتا ہی چلا جاتا ہے۔ اپنی نیکیوں کے جل جانے اور ختم ہونے کی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ اس کے دل میں صرف ایک آگ لگی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔ اور نقصان بھی اس طرح پہنچائے کہ جو اچھا کام دوسرا شخص کر رہا ہے وہ نہ کرنے پائے اور جو اچھی چیز اس کے پاس موجود ہے وہ اس کے پاس نہ رہے اور اس کے لئے وہ ہر ممکن تدبیر کرتا ہے۔

اس کے مقابلے میں ایک اور بات بھی ہے اور وہ ہے رشک۔ رشک کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کسی کو اچھا دیکھا۔ یا اس کے پاس زیادہ مال و منال دیکھا تو آپ کے دل میں خوشی پیدا ہوئی کہ آپ کے ایک بھائی کے پاس یہ سب کچھ موجود ہے اور پھر یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ خدا مجھے بھی ان باتوں سے نواز دے۔ یہ نیک خواہش ہے۔ اس سے دوسروں کو نقصان نہیں پہنچتا اور خود اپنے آپ کو فائدہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان دوسروں کی بہتر حالت دیکھ کر خود بہتر بننا چاہتا ہے تو وہ یقیناً اس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ اور ایسے کام کرتا ہے جن سے اسے بھی وہ خوبیاں حاصل ہو جائیں جو دوسروں کو میسر ہیں اور جنہیں دیکھ کر وہ خوش ہوتا ہے۔

پس جہاں تک رشک کا تعلق ہے یہ ایک نہایت مفید اور خوب صورت جذبہ ہے۔ اور جہاں تک حسد کا تعلق ہے یہ بہت بری بات ہے کہ کسی کے پاس کچھ مال و منال دیکھا' کوئی خوبی دیکھی' کوئی عہدہ دیکھا' تو دل میں جلن پیدا ہوگئی کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ باتیں اس سے چھن جائیں اور مجھے مل جائیں۔

پس حسد اور رشک میں تمیز کرتے ہوئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دل میں رشک پیدا ہو۔ حسد کے متعلق ہم نے پہلے کہا ہے کہ یہ چھپا دشمن ہے کیونکہ جب آپ حسد کرنے والے سے حسد کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اس کا اقرار ہی نہیں کرتا۔ کوئی حاسد کبھی یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ میں فلاں شخص سے حسد کرتا ہوں۔ بلکہ وہ بڑے بلند بانگ دعوے کرتا ہے کہ مجھے اس سے حسد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ہرگز اس سے حسد نہیں کرتا حالانکہ اس کے دل میں آگ جل رہی ہوتی ہے اور وہ اپنی نیکیاں بھی ضائع کر رہا ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کو بھی نقصان پہنچے اور اس کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ انسان دعا کرے کہ کسی حاسد کا حسد نقصان نہ پہنچائے۔ اور یہ دعا ہر شخص کو کرنی چاہئے۔ کیونکہ اپنے دل میں یہ خیال کرلینا کہ مجھ سے کیوں کوئی حسد کرے گا۔ یہ درست نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ آپ کے ساتھ حسد کیا جارہا ہے۔ اور آپ کی کس خوبی کی وجہ سے حسد کیا جارہا ہے۔

پس اس کا علاج کرتے رہنا چاہئے اور اس کا علاج ہے دعا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ جب بھی کوئی حاسد ہمارے ساتھ حسد کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ اس چھپے دشمن کا اور کوئی علاج نہیں۔

جس دل میں محبّت ہے وہ نفرت سے بَری ہے
یہ بات بہت ٹھیک ہے' یہ بات کھَری ہے
پلّو ہے تو وہ شوق کا ہمراز ہؤا ہے
جھولی ہے تو وہ نعمتِ الفت سے بھری ہے
لوگوں کو کسی اور کی باتیں نہ سناؤ
سب لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ پردہ دری ہے

ابوالاقبال

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ
(اب پرنسپل)

ماہنامہ خالد جون 1960ء

حضرت میر ناصر نواب صاحب

محترم میر محمود احمد صاحب نے یہ تقریر جلسہ سیرت رفقاء میں کی تھی۔ جو 18۔ اپریل 1960ء کی شام کو بیت مبارک ربوہ میں ہوا تھا۔ احباب کے افادہ کے لئے اسے خالد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت میر ناصر نواب صاحب جنہیں حضرت بانی سلسلہ کے خسر، حضرت اماں جان کے باپ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے نانا ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ دلّی کے ایک شریف سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حضرت خواجہ میر درد جو دلی کے ایک مشہور صوفی بزرگ اور اردو کے بہترین شاعروں میں ہوئے ہیں آپ کے ننہال کے بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ میر درد کے آباؤ اجداد درویشی و بزرگی کے ساتھ ساتھ قیادت و سپہ سالاری میں بھی معروف تھے اور مغلیہ حکومت میں ہفت ہزاری وغیرہ مناصب پر متمکن تھے۔ خواجہ میر درد کے والد خواجہ محمد ناصر جنہیں بعض لوگوں نے اپنے وقت کا مجدد بھی قرار دیا ہے اوائل عمر سے ہی فوج میں سردار رہے مگر پھر انہوں نے بادشاہ وقت کے پاس جا کر استعفیٰ دے دیا۔ بادشاہ نے منع کیا اور بہت سمجھایا مگر نہ مانے اور سب کچھ لٹا کر درویشی اختیار کر لی اور عبادات اور ریاضات شاقہ میں مصروف ہو گئے۔

میں مختصراً حضرت میر صاحب کے بچپن، نوجوانی، شادی اور ملازمت پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر بتاتا ہوں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ کا حضرت اماں جان سے مبارک عقد کیسے ہوا۔ حضرت میر صاحب خود لکھتے ہیں۔

"میں پیدا ہوا۔ دلی شہر میں جنم لیا۔ خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمتہ کے گھرانے میں پیدا ہو کر نشوونما پایا۔ ان کی بارہ دری میں کھیل کود کر بڑا ہوا۔ ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔ ماں باپ کے زیر سایہ پرورش پا رہا تھا۔ کوئی فکر و اندیشہ دامنگیر نہ تھا کہ ناگہاں میرے حال میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کا بظاہر کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اتفاقاً میرے والد ماجد کسی کام کے لئے بنارس تشریف لے گئے اور شاہ آباد آرہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اور میں معہ اپنی دو ہمشیرہ کے یتیم رہ گیا اور میری والدہ حالت جوانی میں بیوہ رہ گئی۔ سامان معیشت بظاہر کچھ نہ رہا۔ فقط اللہ کا آسرا تھا۔ دادا صاحب اگرچہ موجود تھے مگر وہ اسی سالہ ضعیف اور کچھ جائیداد بھی نہ رکھتے تھے اور جو جائیداد تھی وہ ہمارے خاندان سے جا چکی تھی اور مفلس محض رہ گئے تھے۔ اس پر ظاہر آراستہ رکھنا بھی ضروری تھا۔

ابھی یتیمی اور غربت کے یہ صدمات دور نہ ہوئے تھے کہ 1857ء کا مفسدہ ہوا اور دلی تہ وبالا ہو گئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلّی انگریزوں نے فتح کر لی اور باغی فوج وہاں سے بھاگ گئی۔ دلی والوں کی شامت آئی۔ فتح مندوں نے شہر کو برباد کیا اور فتح کے شکریہ میں صدہا آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہ تھی۔ چھوٹا، بڑا، ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چوہڑوں چماروں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے اور قتل کئے گئے۔ یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا۔ چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جن کو اٹھا سکے ہمراہ لے لیں میری والدہ صاحبہ نے اللہ ان کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے اٹھا لیا۔ شہر سے نکل کر ہمارا قافلہ سربصحرا چل نکلا اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے گیارہ میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا۔ یکایک ماڈسن صاحب افسر رسالہ معہ مختصر اردل کے قضاء کی طرح ہمارے سر پر آپہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری اور جس کو گولی نہ لگی اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو اور ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو۔ اس یکطرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہوئے۔ پھر حکم ملا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔"

بہرحال اس کے بعد بہزار دقت حضرت میر صاحب اپنے خاندان کے ساتھ اپنے ماموں میر ناصر حسین صاحب کے ہمراہ جو نہر کے محکمہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے پانی پت پہنچے۔ اور ڈھائی سال کا عرصہ جب تک دلی والوں کو دلی واپس آنے کی اجازت نہ ملی وہاں رہے۔ حضرت میر صاحب کی عمر قریباً بارہ سال تھی جب آپ دلی واپس آئے۔ اور یہاں سے ان کی دانا و فہمیدہ ماں نے ان کو تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ان کے ماموں کے پاس پنجاب میں مادھوپور ضلع گورداسپور بھیج دیا۔ یہاں آپ تین چار سال رہے۔ گو کوئی خاص زیادہ تعلیم تو نہ حاصل کی مگر اس نوجوانی اور کم عمری میں ہی آپ کے مذہبی خیالات میں ایک زبردست تغیر آیا اور آپ نے اپنے بزرگوں کے جو خواجہ میر درد اور خواجہ محمد ناصر کے اصلی طریق کو چھوڑ کر برائے نام حنفی کہلاتے اور بدعات میں مبتلا تھے کے طریق کو چھوڑ کر اہل حدیث ہو گئے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"میرے بزرگ بدعتی تھے اور میں اہل حدیث بن گیا اور خاندان شاہ ولی اللہ سے مجھے محبت ہو گئی۔ یہ بھی مذہبی تبدیلی مجھ میں خدا کے فضل سے پیدا ہوئی ورنہ بظاہر اس کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ میرے ماموں صاحب رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف کے مرید تھے اور ہمارا اصل خاندان یعنی خواجہ میر درد صاحب کا گھرانہ بھی مبتلائے بدعات ہو چکا تھا اور برائے نام حنفی المذہب کہلاتا تھا۔"

اس کے بعد 16 سال کی عمر میں آپ کی والدہ نے آپ کی اس مبارک خاتون سے شادی کی جس کو حضرت اماں جان کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اب ایک اور عالی شان تغیر مجھ میں پیدا ہوا یعنی 16 سال کی عمر میں میری فہمیدہ اور دانا اماں نے نشیب و فراز زمانہ کو مدنظر رکھ کر میری شادی ایک شریف اور سادات کے خاندان میں کر دی اور میرے پاؤں میں بخیال خود ایک بیڑی پہنادی تاکہ میں آوارہ نہ ہوں۔ اس باعث سے میں بہت سی بلاؤں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہا اور میری والدہ صاحبہ کی اس تجویز نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے آمین! اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسر کی اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بے جا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا۔ نہ مجھ کو میری طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی۔

میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا۔ نہ کبھی بچوں کو کوسا نہ مارا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے اور بعد انتقال جنت عنایت فرمائے۔ بہرحال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا۔ جس کو میں نے مانا اس کو اس نے مانا جس کو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی۔ چنانچہ عبداللہ صاحب غزنوی کی میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب میں نے تسلیم کیا۔ تو اس نے بھی مان لیا۔ ایسی بیویاں بھی دنیا میں کم میسر آتی ہیں۔ یہ بھی میری ایک خوش نصیبی ہے جس کا میں شکر گزار ہوں کئی لوگ بسبب دینی اور دنیوی اختلاف کے بیویوں کے ہاتھ سے نالاں پائے جاتے ہیں جو گویا کہ دنیا میں دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ میں تو اپنی بیوی کے نیک سلوک سے دنیا میں ہی جنت میں ہوں۔"

ان اعلیٰ اوصاف سے متصف مبارک ماں سے حضرت میر صاحب کے ہاں وہ لڑکی پیدا ہوئی جو حضرت بانی سلسلہ کی حرم بننے والی تھی۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت میر صاحب لکھتے ہیں۔

"شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بااقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی۔ جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالی شان مرتبہ بخشا ہے۔ (۔) اس کے پیدا ہونے کے بعد میری والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی برکت سے جس جائیداد کے حاصل کرنے کے لئے میرے باپ پورب جا کر وہاں رہ گئے تھے ہمیں بغیر ظاہری کوشش کے پانچ ہزار روپیہ کی قیمتی جائیداد حاصل ہوئی۔ جس کی آمدنی پچیس روپے ماہوار ہے۔"

اس کے بعد 22 سال کی عمر میں حضرت میر صاحب اپنے ماموں جان کے توسط سے امرتسر میں محکمہ نہر میں سب اوورسیر ملازم ہوئے اور اس ملازمت کے سلسلہ میں پنجاب و سرحد کے متعدد مقامات پر رہے اور اس ملازمت کے سلسلہ میں

ایک اچھی بات

جب آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہو تو خدا سے صلح کرنی چاہئے اور سچی پرہیزگاری سے کام لینا چاہئے

قادیان آنے کا موقعہ ملا۔ اور حضرت بانی سلسلہ کے خاندان سے ابتدائی تعارف ہوا۔ جس کے نتیجہ میں بعد میں یہ حضرت اماں جان کا نکاح ہوا۔ قادیان آنے اور حضرت بانی سلسلہ سے ابتدائی تعارف اور حضرت اماں جان کے نکاح کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"چند سال کے بعد (یعنی ملازم ہونے کے) کچھ عرصہ قادیان میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب سے جو میرے ماموں صاحب کے واقف تھے ملاقات ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے۔ چند ماہ کے بعد اس عاجز کی بدلی قادیان سے لاہور کے ضلع میں ہو گئی اس وقت چند روز کے لئے بندہ اپنے اہل و عیال کو حضرت مرزا صاحب کے مشورہ سے ان کے دولت خانہ چھوڑ گیا تھا۔ اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہو گیا۔ تو آ کر لے گیا میں نے اپنے گھر والوں سے سنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے اس قدر ان کو میری عزت کا خیال تھا۔ وہ بھی عجب وقت تھا۔ حضرت صاحب گوشہ نشین تھے۔ عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ لالہ شرمپت اور ملاوامل بھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب کے کشف اور الہامات سنا کرتے تھے۔ بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورا ہونے کے گواہ بھی ہیں۔ اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے۔ اس کے بعد قوم کے دباؤ میں آ کر حضرت صاحب سے جدا ہو گئے اور یہ دونوں جب حضرت صاحب کا نکاح دلی میں میرے ہاں ہوا تھا۔ تب بھی ساتھ گئے تھے۔ اس وقت یہ مصدق تھے پیچھے مکذب بنے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی شہرت بالکل نہیں تھی۔ کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کسی زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ بنیں گے۔ اور تمام جہان میں ان کی شہرت ہو جاوے گی۔ اور ان کے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ حاضر ہوں گے۔ اور ان کو ملک ملک سے تحفے پہنچیں گے چند سال کے بعد مجھے خبر ملی کہ براہین احمدیہ مرزا صاحب نے چھپوا کر شائع فرما دی ہے بندہ نے بھی ایک نسخہ خریدا پھر عاجز نے چند امور کے لئے حضرت مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرمائے اس کے جواب میں مجھے حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہ ہونے کے برابر ہے اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات کے عالی شان خاندان میں سے زوجہ عطا کروں گا اور اس نکاح میں برکت ہو گی۔ اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گا- تمہیں کچھ تکلیف نہ ہوگی- یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے بلفظہ یاد نہیں-..... پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر زیادہ تھی اور بیوی اور بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا میں نے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اس نیک مرد سے میں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کردوں- نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کے عادات و اطوار بالکل ناپسند تھے- اور وہاں کے رسم و رواج سے سخت بیزار تھا- اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتا تھا کہ میرا مربی و محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا فرمائے اور مجھے ایسا بزرگ، صالح، متقی (-) اللہ تعالیٰ نے داماد عطا فرمایا جس پر لوگ رشک کریں تو بجا ہے اور اگر میں اس پر فخر کروں تو کچھ بے جا نہ ہوگا-"

پھر حضرت بانی سلسلہ اور حضرت اماں جان کے نکاح کے متعلق تحریر فرماتے ہیں-

"میں ملتان سے رخصت لے کر دلی پہنچا- اور اپنی فرمانبردار بیوی کو لڑکی کے نکاح کے بارہ میں بہت سمجھا بجھا کر راضی کیا- سوائے اپنی رفیق بیوی کے اور کسی کو اطلاع نہیں دی- اس واسطے کہ ایسا نہ ہو کہ کنبہ میں شور پڑ جائے اور میرا کیا کرایا کام بگڑ جائے اور میری والدہ صاحبہ اور دیگر اقرباء مانع ہوں- انجام کار 1885ء میں میں نے حضرت مرزا صاحب کو چپکے سے بلا بھیجا اور خواجہ میر درد صاحب کی بیت الذکر میں بین العصر والمغرب اپنی دختر نیک اختر کا حضرت صاحب سے گیارہ سو روپیہ مہر کے بدلے نکاح کر دیا- نکاح کا خطبہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے پڑھا- عین موقعہ پر میں نے اپنے اور اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو بلایا اس لئے وہ کچھ نہ کر سکے- بعض نے تو گالیاں بھی دیں اور بعض دانت پیس کر رہ گئے- جانبین سے کوئی تکلف عمل میں نہیں آیا- رسم و رسوم کا نام نہ تھا- ہر ایک کام سیدھا سادہ ہوا- میں نے جہیز کو صندوق میں بند کر کے کنجی مرزا صاحب کو دیدی اور لڑکی کو چپ چپاتے رخصت کر دیا- برخلاف اس کے ہمارے کنبہ میں لاکھ لاکھ مہر بندھا کرتا ہے اور دنیا کی ساری رسمیں جو خلاف شرع ہیں ادا کی جاتی ہیں- بفضل خدا کہ مروجہ بد رسوم میں سے ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں ہوئی-

یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بن گیا- چند اپنی برادری کے دنیادار آدمیوں کو چھوڑا خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں صالحین عطا فرمائے جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں گے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی (سلام) بھیجا کریں گے- (-) یہ باتیں عاجز نے بطور فخر و تکبر کے نہیں لکھیں بلکہ بطور تحدیث نعمت تحریر کی ہیں-"

1889ء میں حضرت بانی سلسلہ نے دعویٰ ماموریت کر کے بیعت کا اعلان کیا- حضرت میر صاحب نے قریباً تین سال تک حضرت صاحب کی بیعت نہ کی اور مخالف رہے- اس بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"1889ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا- اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو (-) مانتا تھا- لہٰذا میں نے بیعت نہیں کی تھی- میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا- اللہ تعالیٰ نے مجھے راست باز اور صاف گو بنایا ہے- یہ بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ کے افضال میں سے ایک بڑا فضل ہے-"

اس کے بعد 1892ء میں حضرت میر صاحب کی تبدیلی لدھیانہ سے پٹیالہ ہوئی اور اس سال کے جلسہ سالانہ پر حضرت بانی سلسلہ کے پر اصرار دعوتی خطوط پر وہ قادیان آئے اور بیعت سے مشرف ہوئے- اس جلسہ کا نقشہ جو انہوں نے اپنی سوانح عمری میں بیان کیا ہے دیکھنے کے قابل ہے- دو ایک اقتباسات ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں:-

"مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں نہ صرف مخالف بلکہ بدگو بھی- اور یہ مکرر سہ کرر مجھ سے وقوع میں آچکا ہے جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے- اگرچہ پیشتر بسبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا لیکن مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی- اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا- مگر یہ انہیں کا حوصلہ تھا- آجکل کے مولوی تو سگے باپ سے بھی اس شفقت اور عزت سے پیش نہیں آتے- میں 27 تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان پہنچا- اس وقت حکیم مولوی نور الدین مرزا صاحب کی تائید میں بیان کر رہے تھے اور قریب ختم کے تھے- افسوس کہ میں نے پورا نہ سنا' لوگوں سے سنا کہ بہت عمدہ بیان تھا- پھر حامد شاہ صاحب نے اپنے اشعار مرزا صاحب کی تعریف میں پڑھے- لیکن چونکہ ہنوز مجھے رغبت نہیں تھی اور میرا دل غبار آلود تھا کچھ شوق اور محبت سے نہیں سنا لیکن اشعار عمدہ تھے- اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عنایت فرمائے-

جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے- تو میرا دل نرم ہوا- گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا- اور غیظ و غضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا- اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا- اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی- مرزا صاحب کے سوا اور کوئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے جن کو میں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا- اب ان کو محبت اور الفت سے دیکھنے لگا- اور یہ حال ہوا کہ کل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محب تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے- بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہو گئے- اور آنکھیں کھل گئیں-

اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے- جن کے چہروں سے نور ٹپک رہا تھا' امیر' غریب نواب انجینئر' تحصیل دار' زمیندار' سوداگر' حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی' مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں- ورنہ آجکل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے-"

بیعت کے بعد حضرت میر صاحب ملازمت کے سلسلہ میں لدھیانہ' پٹیالہ' انبالہ فیروز پور اور مردان رہے- اور مردان سے لمبی رخصت لے کر قادیان آگئے یہ قریباً 1894ء کی بات ہے اور ابھی یہ رخصت منظور نہ ہوئی تھی کہ آپ کی پنشن منظور ہو گئی اور آپ مستقل طور پر قادیان میں مقیم ہو گئے- اور آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ شاندار دور شروع ہوا-

مولانا عبدالباسط شاہد

دہشت گردی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

(مذاکرہ نوائے وقت)

مذکورہ بالا موضوع پر جسکی اہمیت و ضرورت سے آج ہر شخص بخوبی آگاہ ہے- موقر روزنامہ نوائے وقت کے زیر اہتمام ہونے والے مذاکرے کی روئیداد 15 جنوری 1998ء کے اخبار میں بطور "اشاعت خاص" شائع ہوئی ہے- رائے عامہ کے بعض سرکردہ نمائندوں اور اکابرین نے اس غیر معمولی اہم موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے- اس کا خلاصہ اخباری رپورٹ کے مطابق ان کے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے-

محترمہ بے نظیر بھٹو:- موجودہ حالات میں دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے تمام سیاسی پارٹیوں اور اداروں کو اکٹھا بیٹھنا ہوگا تبھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اس کے لئے قومی حکومت کی ضرورت ہے- کوئی ایک سیاسی پارٹی یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتی-

مولانا اجمل خاں:- آج صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ ہر شخص خود کو غیر محفوظ اور غیر مطمئن سمجھ رہا ہے- ماہ رمضان میں دہشت گردی کا مقصد عوام الناس میں جو پہلے ہی مہنگائی کے چکی میں پس رہے ہیں خوفزدہ اور نا امید کرنا ہے- (اخباری رپورٹ سے یہ پتہ نہیں چل رہا کہ آپ نے اس مسئلہ کا حل کیا بتایا ہے)

ڈاکٹر اسرار احمد:- "..... اس مسئلہ کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں لیکن میرے نزدیک سب سے اہم سبب عدل و انصاف کا فقدان ہے جب لوگوں کو صحیح اور بروقت انصاف حاصل نہیں ہوگا تو برائی اور انتشار کو فروغ حاصل ہوگا-..... دیرپا امن صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا جب سیاسی- سماجی اور معاشی عدل ہوگا جو سوائے اسلام کے ممکن ہی نہیں....."-

ایس ایم ظفر:- آج پاکستان کی صورت حال کا تقاضا ہے کہ دہشت گردی کو انقلابی اقدامات سے روکا جائے- چند ایک ایسے انقلابی اقدامات کی نشان دہی کی جا سکتی ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے مضبوط اعصاب کی ضرورت ہے-

(1) سب سے پہلے مذہب کے نام اور مذہبی تقاریر کے دوران تشدد کے الفاظ استعمال کرنے پر ممانعت کی جانی چاہئے اور جو کوئی مقرر بھی تشدد کی تلقین کرتا ہو پایا جائے اسے بادی النظر میں دہشت گرد قرار دے کر گرفتار کرنے اور مقدمہ چلانے کا قانون منظور کیا جائے ایسے مقرر کی اس وقت تک ضمانت نہ ہو جب تک عدالت کو باور نہ ہو جائے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا-" (آپ نے اس کے علاوہ سات اور مفید تجاویز پیش کی ہیں)

قاضی حسین احمد:- بدقسمتی سے پاکستان میں مسلک کی شدت کو اسلام دشمن قوتوں نے فرقہ وارانہ رنگ میں بدلنے کے لئے سازش تیار کی ہے-..... اب ملی یک جہتی کونسل پھر فعالیت کی راہ پر ہے-..... اپنے اختلافات کو ٹھیک کرنے کے لئے علماء میں صلاحیت ہے- حالیہ قتل و غارت گری کی پشت پر بیرونی ہاتھ ہے- (اگر علماء میں یہ صلاحیت موجود ہے تو وہ اسے اب تک بروئے کار کیوں نہیں لائے؟)

راجہ منور:- دہشت گردی کے عام واقعات انتظامیہ اور حکومت کی غفلت کے سبب ہی رونما ہوتے ہیں- دہشت گردی کا سلسلہ آج سے تو شروع نہیں ہوا- مقامی انتظامیہ کو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مذہبی اجتماعات میں دہشت گردی ہو سکتی ہے لیکن اس کے باوجود حفاظتی انتظامات نہیں کئے جاتے- دہشت گردی ایک غیر انسانی فعل ہے- یہ کام درندوں سے بدتر لوگ ہی کر سکتے ہیں-..... اس سارے عمل سے کسی مذہب یا کسی فرقہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا-.....

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پاکستان بننے کے جلد بعد ہی بعض مخصوص نقطہ نظر کے حامل افراد کی طرف سے احمدیوں کے خلاف قتل و دہشت گردی کی تلقین کی مہم شروع کر دی گئی تھی- ملک و قوم کی بہتری کے لئے جماعت نے واشگاف الفاظ میں انتباہ کیا تھا کہ لاقانونیت اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے رجحان کی تلقین خوفناک نتائج پیدا کرے گی اور اگر اس کے نتیجہ میں لاقانونیت کا جن بوتل سے باہر آگیا تو ایسی تلقین کرنے والے بھی اس کی زد میں آجائیں گے اور پھر اس جن کو واپس بوتل میں بند کرنا کسی کے بھی بس میں نہیں رہے گا- قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور اپنی مرضی کے مطابق جو چاہیں کرتے چلے جانے کے رجحان کو ختم کر کے لاقانونیت کا شیطانی رخنہ بند ہو سکتا ہے- اگر نیت درست ہو تو یہ کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے-

OOO

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ نثار احمد

محترم شیخ کریم بخش صاحب آف کوئٹہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات میں سے نئے نئے نکات سامنے آرہے ہیں۔ جن سے دین حق کو سمجھنے میں بڑی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت صاحب نے اطاعت کا موضوع بھی بیان فرمایا اور اس کی اہمیت واضح فرمائی۔

گلشن احمدیت اطاعت اور فرمانبرداری کے شاندار پھولوں سے سجا ہوا ہے۔ اور کوئی ایسا خاندان نہ ہوگا۔ جنکے بزرگوں، نوجوانوں اور خواتین نے اطاعت اور فرمانبرداری کی حسین شمعیں روشن نہ کی ہوں۔

آج کے مضمون کا موجب ایک ایسے ہی پیارے شخص کا ذکر خیر ہے جس نے بیعت کرنے کے بعد وفا اور محبت کے شاندار دیپ جلائے جو ہمیشہ ہمیشہ روشن رہیں گے۔

خاکسار کے دادا جان شیخ کریم بخش صاحب آف کوئٹہ جو شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت کوئٹہ کے والد گرامی تھے اپنے خاندان میں واحد احمدی ہوئے۔ 35-1930ء کے لگ بھگ وہ کوئٹہ میں قیام پذیر ہوئے اور اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا۔ بہت جلد ان کی ذاتی شرافت۔ نیک نامی اور محنت سے کاروبار میں بہت ترقی ہوئی اور بہت جلد نہ صرف کوئٹہ بلکہ پورے بلوچستان کے ممتاز بزنس مینوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ بلوچستان میں چونکہ قبائلی سسٹم ہے۔ اس لئے قبائل کے سرداروں سے بھی ان کے تعلقات نہایت دوستانہ تھے۔

اس زمانے میں کوئٹہ میں اگر کوئی غیر ملکی سربراہ حکومت تشریف لاتے تو انتظامیہ کی طرف سے مکرم شیخ صاحب کو درخواست ہوتی کہ معزز مہمان کے استقبال کے لئے اپنی موٹر کاریں بھجوائیں۔ یہ تو بفضل خدا ان کا دنیاوی مقام تھا۔ لیکن ان کی اصل خصوصیت جماعت سے، افراد جماعت سے بے حد محبت اور حضرت امام جماعت الثانی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے افراد خاندان سے والہانہ عشق تھا۔ امیر جماعت اور نظام جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ ایک مکمل تصویر تھے۔

سلسلے کے بزرگ علماء سے وہ بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب، حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب، مربیان اور بہت سے دیگر بزرگوں کو ہر سال بمعہ اہل و عیال کوئٹہ بلواتے اور اپنے گھر میں دو دو ماہ قیام پذیر رکھتے اور ان کی خدمت میں اپنے آپ کو وقف کر دیتے۔

اپنے نوجوان دوستوں کو شیخ کریم بخش صاحب کے اس تعارف کے بعد ان کی حضرت امام جماعت کی اطاعت اور امیر مقامی کی اطاعت اور فرمانبرداری کے دو واقعات لکھنا اس مضمون کا اصل مدعا ہے۔

مکرمی شیخ صاحب اس زمانے میں کوئٹہ کے نائب امیر تھے اس وقت کے محترم امیر جماعت نے جو بڑے بزرگ تھے کوئٹہ کی بیت کی مرمت کے سلسلے میں وقار عمل کا پروگرام بنایا اور تمام افراد کو ہدایت کی گئی کہ صبح وقت مقررہ پر سب پہنچ جائیں اور وقار عمل میں حصہ لیں۔ مکرمی شیخ کریم بخش صاحب جو جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش تھے۔ وہ مقررہ وقت سے بعض مصروفیات کی وجہ سے تھوڑا سا لیٹ پہنچے۔

مکرمی امیر صاحب نے شیخ صاحب کو لیٹ آنے پر بطور سزا حکم دیا کہ آپ ایک طرف کھڑے ہو جائیں۔ خاکسار کے والد مکرم شیخ محمد شریف صاحب سنایا کرتے تھے کہ جب محترم امیر صاحب نے شیخ کریم بخش صاحب کو یہ سزا سنائی تو ہم بیٹے بھی موجود تھے۔ چنانچہ ہم نے اپنے والد صاحب کی اس سزا کو کچھ محسوس کیا۔ لیکن محترم شیخ کریم بخش صاحب نے انتہائی سختی سے فرمایا کہ محترم امیر صاحب کا فیصلہ درست ہے۔ جو کچھ انہوں نے حکم دیا ہے میں اس کی اطاعت کروں گا۔ یہ کہہ کر مکرم شیخ صاحب جہاں محترم امیر صاحب نے فرمایا تھا وہاں جا کر بطور سزا کھڑے ہو گئے۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد محترم شیخ کریم بخش کوئٹہ سے بذریعہ ٹرین پنجاب کی طرف سفر کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے راوی میرے چچا جان گروپ کیپٹن محمد لطیف ہیں جو فرماتے ہیں کہ راستے میں ایک جگہ سیلاب سے ریلوے لائن کو نقصان پہنچا تو مسافروں کو کہا گیا کہ ٹرین سے اتر کر اپنے سامان سمیت تھوڑا راستہ پیدل چلیں اور پھر آگے کچھ فاصلے پر انتظامیہ نے سواری کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ گروپ کیپٹن لطیف صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور والد صاحب ٹرین سے اترے تو والد صاحب کی نظر محترم امیر صاحب کوئٹہ پر پڑی جو اپنا سامان اٹھا کر جا رہے تھے۔ محترم شیخ صاحب دیوانہ وار محترم امیر صاحب کے پاس پہنچے اور بے حد اصرار کے ساتھ امیر صاحب کا سارا سامان اپنے سر پر قلی کی طرح اٹھا لیا اور تمام فاصلہ اسی حالت میں طے کیا۔

امیر کی اطاعت و فرمانبرداری کی یہ ایک حسین مثال تھی۔ خاص کر ایک ایسے بوڑھے شخص کی جس کا شمار شہر کے روساء میں ہوتا تھا۔

ایک دوسرا واقعہ جو محترم شیخ کریم بخش صاحب کا ہے اس کا گواہ خاکسار خود ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت ثالث نے خاکسار کو ایک ملاقات میں فرمایا "میاں ہم تو تمہارے ابا اور دادا کے قائل ہیں" پھر فرمانے لگے ربوہ میں کالج کی تعمیر ہو رہی تھی تو تمہارے والد (محترم شیخ محمد شریف صاحب) کے دفتر واقعہ انار کلی گیا اور ان سے کالج کی تعمیر میں تعاون کے لئے کہا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی میں تمہارے والد سے بات کر ہی رہا تھا کہ تمہارے دادا شیخ کریم بخش بھی آگئے اور مجھے دیکھ کر بڑی محبت اور عقیدت سے کہنے لگے۔ حضرت میاں صاحب آپ نے کیسے تکلیف کی آپ ہمیں حکم دیتے۔ میں خود حاضر ہو جاتا۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے شیخ کریم بخش صاحب کو اپنے آنے کا مقصد بتایا تو انہوں نے فوراً تمہارے والد کو کچھ ناراضگی کے لہجے میں فرمایا کہ حضرت امام جماعت الثانی کے بیٹے خود چل کر ہمارے غریب خانہ پر آئے ہیں۔ یہ ہماری کس قدر خوش قسمتی ہے۔ اور انہوں نے جس چیز کا مطالبہ کیا ہے تم نے ان کے حکم کی ابھی تک تعمیل کیوں نہیں کی۔ اس پر خاکسار کے والد نے عرض کی ابا جان حضرت صاحبزادہ صاحب ابھی ابھی تشریف لائے ہیں اور ابھی تو وہ کالج کی تعمیر کے سلسلے میں بات چیت کر رہے تھے۔ اس پر شیخ کریم بخش صاحب نے فرمایا۔ بیٹا پہلے تم رقم کی ادائیگی کرو۔ بات چیت بعد میں کرنا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث نے خاکسار کو یہ سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا "میاں ہم تو ایسے لوگوں کی محبت کے قائل ہیں"۔

باقی صفحہ 7 پر

یاد رفتگان

عبدالغفار ڈار

راجہ عطاء اللہ خان صاحب آف مظفر آباد

مکرم راجہ عطاء اللہ خانصاحب مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر کی معروف جماعت احمدیہ باڑی پورہ کے رہنے والے تھے اتفاق یہ ہے کہ راقم الحروف انہیں بچپن سے جانتا ہے اور ان کی وفات تک ہمارا باہم بھائی چارہ اور اخوت کا رشتہ قائم رہا خاکسار کو 97ء کے جلسہ سالانہ یو کے "UK" میں اچانک پروگرام کے تحت شرکت کے لئے لنڈن جانا ہوا ان دنوں راجہ صاحب اسلام آباد کے "شفا" ہسپتال میں زیر علاج تھے ایک دو بار ہی مجھے مزاج پرسی کے لئے جانے کی سعادت ملی اور لنڈن پہنچ کر ماہ اکتوبر میں ہی ان کی افسوسناک وفات کا علم ہوا۔ راجہ عطاء اللہ خان صاحب مدت العمر مظفر آباد کے لائف پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے رہے اس طرح انہیں اپنی جماعت کی خدمات کا وافر موقع نصیب ہوا۔ ان کے تفصیلی حالات ان کی صاحبزادی عزیزہ میمونہ عطاء نے تحریر کئے ہیں۔ میں اس وقت صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں راجہ صاحب کے دل میں جماعت کے لئے غیرت اور بنی نوع کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ تھا۔ پہلی بیوی کشمیر کی جماعت باڑی پورہ کے صدر راجہ ولی محمد خان صاحب کی بیٹی تھی اس کی وفات کے بعد اپنے اکلوتے بیٹے محمد اقبال کو چھوڑ کر حالات کی مجبوری سے نقل مکانی کر کے مظفر آباد چلے آئے راجہ صاحب نے چونکہ انڈین آرمی میں بھی کچھ وقت گذارا تھا لہٰذا آزاد کشمیر کے محکمہ پولیس میں ملازمت اختیار کر کے نئی زندگی کا آغاز کیا کئی سال تک تجرد کی زندگی بسر کی ان وقتوں میں راجہ خورشید احمد مربی اور مولوی اسد اللہ صاحب کاشمیری مظفر آباد کے مربی ہوا کرتے تھے راجہ صاحب نے اپنے گھر کو عبادت سنٹر مربی ہاؤس اور ایک احمدیہ مسافر خانہ کا رنگ دے رکھا تھا اور مہمان نواز اتنے تھے ایک زمانہ میں خاکسار کو بھی مظفر آباد میں کاروباری سلسلہ میں رہنا پڑا تو اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کر کے مہمان کو کھلانے میں خوشی محسوس کرتے تھے الغرض بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں۔ حق مغفرت کرے آمین اس وقت میں نے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ وادی کشمیر کے اولین رفیق حضرت بانی جماعت احمدیہ راجہ عطاء محمد خان صاحب والئے کرناہ تحصیل ٹیٹوال کے جاگیردار راجہ شیر احمد خان صاحب کے صاحبزادے تھے یہی وہ خاندان ہے جو باڑی پورہ۔ نونہ ہٹی چک بھرچ وغیرہ کی احمدی بستیوں میں پھیلا ہوا اب بھی آباد اور خوشحال ہے۔

راجہ صاحب نے کئی سال مجرد زندگی گذاری آخر سانحلہ میں اپنی برادری کے ایک دوست راجہ منیب اللہ خان صاحب کی صاحبزادی عزیزہ شاہ ناز سے شادی کی اور اس شادی کے تقریباً بیس سال بعد رحلت کر گئے ہیں اس خاندان کے نمایاں بزرگوں میں سے راجہ یار محمد خان صاحب آف سانحلہ۔ راجہ محمد زمان صاحب آف نونہ ہٹی راجہ محمد ایوب خان صاحب آف باڑی پورہ نے بڑی عمدہ اور اچھی روایات قائم کی تھیں اب راجہ فضل الرحمٰن خان صاحب باڑی پورہ زندہ ہیں اور نئی پود سے میں بھی پچاس سال سے دور اور ناواقف ہوں اس سال 97ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں بھی راجہ عطاء اللہ خان صاحب کا ایک جواں سال پوتا راجہ گوہر اقبال خان آیا ہوا تھا۔ راجہ عطاء اللہ خان صاحب اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے جو 9۔ اکتوبر 97ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی صاحبزادی عزیزہ میمونہ عطاء نے اپنے والد کے ذکر خیر میں ایک مضمون "الفضل" میں اشاعت کے لئے میرے پاس بھجوایا۔ آپ الفضل کے ہمیشہ خریدار تھے ریٹائرمنٹ کے بعد بطور خاص جیسا "الفضل" کھولتے تو جستہ جستہ ورق گردانی کر کے عنوانات کا ملاحظہ کرتے مگر جب اخبار پڑھتے میری طرح "ملفوظات" سے شروع کر کے ترتیب وار ایک ایک کالم پڑھتے پسندیدہ حصوں کو انڈر لائن کرنے کی اتنی عادت تھی۔ جب بھی الفضل پڑھنا شروع کرتے تو پنسل یا قلم پہلے ہاتھ میں لیتے اس کے بعد میری طرح سارا اخبار حتیٰ کہ سارے اشتہار تک بھی پڑھا کرتے تھے غالباً "الفضل" کی ہی یہ برکت اور افادیت ہے کہ ان کی صاحبزادی نے میرے خیال کے مطابق بہت پیارا مضمون لکھا ہے راجہ صاحب مظفر آباد میں ڈنکے کی چوٹ ایک نمایاں احمدی تھے اور شہر بھر میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم آپ کی بیوہ اور ان کے بچوں کا زندگی کے ہر موڑ پر حافظ و ناصر اور نگہبان ہو اور ان کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے احباب کرام سے یہ بھی درخواست ہے کہ مظفر آباد آزاد کشمیر میں جماعت کے استحکام اور ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

3-ہزار مزید امریکی کویت پہنچ گئے

امریکہ عراق پر حملہ کرنے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ جو زیادہ تر مغربی اور یہودی کمپنیوں کے زیر اثر ہوتے ہیں روزانہ امریکی فوجی طیاروں کے طیارہ بردار جہازوں سے پرواز کرنے اور اترنے کے مناظر دکھا رہا ہے۔ اس کے علاوہ زمینی فوجوں کی کارروائیاں جدید اسلحہ اور دیگر جنگی تیاریوں کے مناظر تسلسل سے دکھائے جا رہے ہیں۔ ان خبروں کا مقصد امریکہ کے مفادات کی وکالت کرنا اور اس کو ایک جابر عالمی طاقت کے روپ میں پیش کرکے عراق اور اس کے حامیوں کو ڈرانا دھمکانا ہے۔

اس سلسلے کے تازہ اقدام کے طور پر امریکہ نے مزید 3 ہزار فوج کویت بھجوادی ہے۔ امریکہ کے وزیر دفاع ولیم کوھن نے ایک حکم نامے پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت کویت میں مزید 3 ہزار فوج بھیج دی گئی ہے۔ انفنٹری کے علاوہ اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر اور دوسرا جنگی ساز و سامان بھی ہے۔ مغربی مبصرین کا خیال ہے کہ امریکہ کے اس اقدام سے عراق پر امریکی حملے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

دوسری جانب گذشتہ روز عراق اور کویت کے درمیان تلخ بیان بازی شروع ہو گئی ہے۔ مزید براں کویت میں تعینات امریکی فوج نے کویت سے 50 میٹر دور صحرا میں فوجی مشقیں کیں۔ جس میں گولہ بارود استعمال کیا گیا۔ اور راکٹ لانچروں کی رینج چیک کی گئی۔ یہ مشقیں کویت کے دفاع کے لئے کی گئی ہیں۔ ان مشقوں میں کویت کے فوجیوں نے بھی حصہ لیا۔ کویت کے شہریوں نے عراق کے مفروضہ کیمیائی ہتھیاروں کے خوف سے گیس ماسک خرید کر گھروں میں رکھ لئے ہیں۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر کوفی عنان نے سلامتی کونسل کے پانچ مستقل رکن ممالک سے صلاح و مشورہ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ خود بھی بغداد کا دورہ کریں گے۔ بڑی طاقتوں کے نمائندے اس بحران سے نکلنے کے لئے متبادل تجاویز پر غور کر رہے ہیں۔ عراق نے بھی اپنے نمائندے مختلف بڑی طاقتوں کی طرف بھیج رکھے ہیں۔

گذشتہ روز اقوام متحدہ کی نمائندگی میں تین بڑی طاقتوں کے نمائندوں نے عراق کے صدارتی محل کا دورہ کیا اور اس کے مختلف حصے اور کمرے دیکھے۔ یہ دورہ اس مقصد کے لئے کیا جا رہا ہے تاکہ امریکہ کو مطمئن کیا جا سکے کہ صدارتی محل میں کوئی اسلحہ یا ہتھیار چھپا کر نہیں رکھے گئے۔

امریکہ کے صدر بل کلنٹن کو زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ ان کے اپنے ملک میں عراق پر حملہ کے کیا اثرات ہوں گے وہ یہ جانتے ہیں کہ جب تک ان کے اپنے ملک میں رائے عامہ ان کے حق میں نہیں ہوگی اس وقت تک عراق پر حملہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ امریکی عوام اور امریکی رائے عامہ عموماً صیہونی پروپیگنڈے سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ ٹی وی اور اخبارات عراق اور اسلامی ممالک کے خلاف رائے عامہ مستحکم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ لہٰذا عام طور پر امریکی رائے عامہ عراق کے بہت خلاف ہوتی ہے۔ اور عراق پر حملے کے حق میں ہے۔

تاہم امریکی صدر نے امریکی رائے عامہ کی قطعی حمایت حاصل کرنے کے لئے تقریبات کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ میں صدر کلنٹن سب سے پہلے ملٹری ہیڈ کوارٹرز میں ایک تقریب سے خطاب کریں گے۔ جس میں فوجی انتظامیہ سے خطاب کے دوران عراق پر حملے کے لئے تجاویز اور خطرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس سے اگلے دن امریکی وزیر خارجہ کی ٹیم ایک تقریب کا اہتمام کرے گی۔ تقریبات کمیٹی کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم امریکی اور بین الاقوامی برادری پر اپنا نقطہ نظر واضح کر سکیں۔

ooo

سلمان رشدی کے خلاف فتویٰ

ایران کے مرحوم روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی نے بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی کے خلاف قتل کا جو فتویٰ جاری کیا تھا ایران کی پارلیمنٹ کے سپیکر ناطق نوری نے اس فتوے کی نویں سالگرہ کے موقع پر اس کو ایک بار پھر دوہرایا ہے۔ ان کے بقول سلمان رشدی کو اس فتوے کے مطابق بہت جلد قتل کر دیا جائے گا۔

ماضی میں یہ فتویٰ جاری ہونے پر عراق اور برطانیہ اور بعض دوسرے مغربی ممالک کے درمیان تعلقات اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ سفارتی تعلقات معطل ہونے اور ٹوٹنے تک نوبت آ گئی تھی۔ مغربی ملکوں کے سخت رد عمل کے بعد ایران کی حکومت نے اس فتوے پر زور دینا بند کر دیا تھا بلکہ ایران کی حکومت کے نمائندین کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ ایرانی حکومت اس فتوے پر عمل درآمد نہیں چاہتی۔ اگرچہ ایرانیوں کے لئے اس فتوے کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ فتویٰ جاری کرنے والے آیت اللہ روح اللہ خمینی اس دنیا سے گذر چکے ہیں۔ اور اب کھلے عام ان کے فتوے کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تاہم اس کا علاج ایرانی حکومت نے یہی نکالا تھا کہ بزبان خاموشی اس فتوے سے لاتعلقی اختیار کر لی جائے۔

پارلیمنٹ کے سپیکر کے اس بیان کے بعد ایک بار پھر اس بارے میں محاذ آرائی کا خطرہ ہے۔ دراصل یہ اعلان ایران کی اس اندرونی محاذ آرائی کا عکاس ہے جو آج کل ایران میں خاموشی کے ساتھ۔ صدر خاتمی اور علماء کے درمیان چل رہی ہے۔

لقمان احمد طاہر- متعلم ایم اے ابلاغیات

شہد مکمل اور بہترین غذا

شہد اور انسان کا تعلق صدیوں پرانا ہے۔ قدیم مصری تہذیب میں شہد کو بطور غذا استعمال کیا جاتا تھا۔ 1500 قبل مسیح کی بعض تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ کھانے کی اشیاء میں شہد استعمال ہوتا تھا۔ آریہ تہذیب و تمدن کے لوگوں نے شہد رکھنے کے لئے گھروں میں الگ جگہ مقرر کی ہوئی تھی۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ فرعون (سوئم) Rameses III نے ایک ہمسایہ سلطنت کے بادشاہ کو شہد کے 7050 جار بطور تحفہ دیے تھے۔ کلام الٰہی اور بائبل میں بھی شہد کا ذکر موجود ہے۔

شہد آج بھی اہم اور مفید غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ شہد کے اجزاء ہیں جو غذائی ضروریات پورا کرنے کے ساتھ ساتھ شفا کے بھی حامل ہیں۔

شہد کی تیاری اور اجزاء:- شہد کی تیاری میں شہد کی مکھیاں بہت محنت کرتی ہیں۔ ایک کلو گرام شہد تیار کرنے کی لئے مکھیاں 2,50,000 میل سفر طے کرتی ہیں۔ بیک وقت مکھیوں کی کالونی (چھتے) میں 50000 سے 80000 مکھیاں موجود ہوتی ہیں۔ عموماً مکھیاں ایک ہی نوع (Specie) کے پھولوں کا انتخاب کرتی ہیں۔ ان پھولوں کو ترجیح دیتی ہیں جو ایک جگہ کثرت سے موجود ہوں۔ شہد کی کثافت کا انحصار پھولوں کی اقسام پر ہوتا ہے۔ بعض پھولوں سے تیار ہونے والا شہد زیادہ کثیف ہوتا ہے جبکہ بعض کا کم کثیف۔ لیکن دونوں قسم کے شہد خالص ہوتے ہیں۔ شہد کی تیاری میں زمین کی قسم جس پر پھول لگے ہوں اور موسم بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

شہد بلحاظ اجزاء تمام غذائی عناصر کا مجموعہ ہے۔ اس میں 76% شوگر ہوتی ہے۔ اس 76% میں 40% Fructose اور 34% گلوکوز کے علاوہ 14 مزید اقسام کی شوگر موجود ہوتی ہے۔ 17% پانی، 0.3 % پروٹین اور 0.2% معدنیات شہد میں شامل ہوتے ہیں۔ 0.2% معدنیات میں وہ تمام معدنیات شامل ہوتی ہیں جو پھولوں والے پودے زمین سے حاصل کرتے ہیں مثلاً پوٹاشیم، کیلشیم، سیلیکا، آئرن، کاپر، سوڈیم، ایلومینیم وغیرہ شہد میں وٹامن بی اور سی بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام اجزاء کو ہمارے لئے قابل ہضم دو Invertase Enzyme اور Diastase Enzyme بناتے ہیں۔ یہ شہد کی مکھیاں شہد کی تیاری کے دوران شامل کرتی ہیں۔ تیزابوں میں سٹرک (Citric) لیکٹک (Lactic) اور فاسفورک (Phosphorice) بھی شہد میں ہوتے ہیں۔

شہد شفا کا حامل ہے:- تمام بیماریاں خوردبینی جراثیم پیدا کرتے ہیں۔ شہد میں موجود پوٹاشیم ان جراثیموں کے لئے زہر کا کام کرتا ہے۔

Colorado Agriculture college کے بیکٹریالوجسٹ (جراثیم بیکٹریا کے علم کے ماہر) Dr.W.G Sackett نے شہد پر تحقیق کی۔ انہوں نے نمونیا اور ٹائیفائیڈ بخار کے جراثیم الگ الگ رکھے اور ان میں برابر مقدار میں شہد ڈالا۔ 48 گھنٹے بعد ٹائفائیڈ اور 4 دن بعد نمونیا کے جراثیم ہلاک ہو چکے تھے۔ اس بنیاد پر انہوں نے شہد کو نمونیا اور ٹائفائیڈ دونوں کے لئے بہترین علاج قرار دیا۔

شہد اردگرد کے ماحول سے نمی کو جذب کرتا ہے۔ نمی جراثیموں کی نشوونما کے لئے بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے شہد ان کو محروم کرتا ہے۔

جسم جل جائے تو شہد لگانے سے جلنے کا نشان ختم ہو جاتا ہے۔ زخموں کو بھرنے اور بہتے خون کو روکنے کے لئے بھی شہد مفید ہے۔ Prof. S.Smirnov کہتے ہیں کہ جنگ عظیم دوم کے دوران جنگی زخمیوں کو زخموں پر شہد لگانے سے وہ جلدی ٹھیک ہوئے اور زخم خراب بھی نہیں ہوئے۔

Dr.Robert Blomfield کے مطابق شہد زخموں پر لگانے سے درد فوراً کم ہوتا ہے۔ یہ بہتے ہوئے خون کو روکتا ہے اور زخم بھرنے کے لئے ایسی دوا پہلے کبھی نہیں دیکھی۔

D.C. Jarvis (M.D) کتاب Falk Medicine میں لکھتے ہیں کہ چین میں بہت پہلے سے کڑول (CRAMPS) کا علاج شہد سے کیا جاتا تھا۔ ان کے مطابق ایک ہفتہ مسلسل 3 بار روزانہ شہد استعمال کرنے سے یہ مرض ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دست اور قبض دونوں کا بیک وقت علاج شہد میں موجود ہے۔ احادیث نبویہ میں بھی ایک شخص کا ذکر ملتا ہے جو پیٹ کے امراض میں مبتلا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اسے شہد استعمال کرنے کا حکم فرمایا اور اس نے شفا پائی۔

دل گھٹنے کی حالت میں شہد کا استعمال مفید ہے۔ کھلاڑیوں کی بہتر کارکردگی بھی شہد کے استعمال کروانے سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

Experience with honey in Athelatic nutrition, میں Lloyd perciral نے امریکہ کے ایک تحقیقی ادارے کے حوالہ سے یہ بات لکھی کہ متعدد تجربات کے بعد ثابت ہوا ہے کہ کھلاڑیوں کو کھیل شروع ہونے سے پہلے اور کھیل کے درمیانی وقفوں میں شہد استعمال کروانے سے ان کی کارکردگی نمایاں طور پر بہتر ہوتی ہے۔ کھیل ختم ہونے کے بعد وہ تھکاوٹ بھی کم محسوس کرتے ہیں۔

بے خوابی کی صورت میں نیند آور ادویات کی جگہ نیم گرم دودھ یا پانی میں شہد ملا کر پینے سے پر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکون نیند آتی ہے۔

شہد کے دیگر استعمال:- شہد بہت سے کھانے کی اشیاء میں استعمال ہوتا ہے۔ کیک' آئسکریم اور اعلیٰ قسم کی چیونگم میں شہد استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جلد کی حفاظت کرنیوالی کریموں اور لپ اسٹک میں بھی شہد شامل کیا جاتا ہے۔

شہد کی عالمی پیداوار:- شہد کی معیاری اور عالمی پیداوار میں آسٹریلیا' امریکہ' روس' ارجنٹائن اور کینیڈا اہم ممالک ہیں۔ سپین' فرانس اور جرمنی کا شہد بھی خالص اور معیاری ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یوگوسلاویہ' آسٹریا' برازیل' گوئٹے مالا میکسیکو اور ڈنمارک میں بھی محدود پیمانے پر شہد حاصل ہوتا ہے دنیا میں سب سے زیادہ شہد جرمنی اور آسٹریلیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ آسٹریلیا میں 680 انواع کے پھول شہد کی مکھیوں کے لئے باعث کشش ہیں۔ آسٹریلیا میں 1930ء میں شہد کو صنعت کا درجہ دیا گیا۔

شہد کے ان فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں شہد کو بطور غذا اپنی روزانہ کی خوراک میں شامل کرنا چاہئے تاکہ ان فوائد کا ذاتی طور پر مشاہدہ کر سکیں۔

OOO

بقیہ صفحہ 5

مکرم شیخ صاحب کو جانور پالنے کا بھی بہت شوق تھا۔ اور ان کے فارم میں بھینسیں' گھوڑا' بکری وغیرہ موجود رہتے تھے۔

اس طرح ایک مرتبہ جب حضرت امام جماعت الثانی کوئٹہ تشریف لائے تو محترمی دادا جان حضرت صاحب کی خدمت میں پیش پیش تھے ایک روز حضرت صاحب نے دودھ کی کوالٹی کے متعلق کچھ شکایت کی۔ حضرت صاحب کی یہ بات سن کر دادا جان فوراً اپنی بھینس لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت صاحب نے تبسم سے فرمایا۔ شیخ صاحب بھینس کی ضرورت تو نہیں۔ اچھا آپ ایسے کریں کہ اس کا دودھ بھجوا دیا کریں۔ اب عقل کا تقاضا تو یہی تھا کہ حضرت صاحب کے لئے دودھ کی ضرورت تھی تو دودھ لے آتے۔ لیکن دادا جان امام جماعت سے عشق و وفا کے ایسے بندھن میں بندھے ہوئے تھے کہ وہ ہر آن اپنا سب کچھ پیش کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت امام جماعت الرابع نے خاکسار کو ایک خط میں تحریر فرمایا۔ "آپ کے اباجان کی پرانی پر خلوص محبت کی روایات میرے پیش نظر ہیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ اور حضرت امام جماعت الثانی سے عشق میں وہ اپنے بزرگ باپ کی سیرت پر تھے"۔

مکرمی شیخ کریم بخش صاحب کی ساری زندگی اطاعت' محبت' اخلاص' وفا اور قربانیوں سے مزین تھی۔ خدا کرے کہ ایسے بزرگوں نے وفا کی جو شاندار روایات قائم کی ہیں وہ ان کی آئندہ نسلوں میں قائم دائم رہیں۔ آمین

OOO

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

سوموار 23- فروری 1998ء

12-30 رات- جرمن سروس-
1-30 چلڈرنز کارنر-
1-50 سیرت از حافظ مظفر احمد-
3-00 درس کلام الٰہی- از حضرت صاحب بیت الفضل لندن 97-1-14
4-25 چینی زبان سیکھئے-
5-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-
6-05 لقاء مع العرب-
7-10 سیرت-
8-015 اردو کلاس-
9-20 چینی زبان سیکھئے-
10-00 ملاقات حضرت صاحب سے انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ-
11-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-
12-00 درس کلام الٰہی 97-1-14
1-30 کوئز پروگرام-
2-00 لقاء مع العرب-
3-00 اردو کلاس-
4-00 سپورٹس- آل پاکستان اطفال ریلی 1997ء
5-05 تلاوت- خبریں-
5-30 نارویجین زبان سیکھئے-
6-00 انڈونیشن پروگرام-
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 ہومیوپیتھی کلاس-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 ترکی پروگرام-
11-05 تلاوت- درس ملفوظات-
11-30 اردو کلاس-

منگل 24- فروری 1998ء

12-30 رات- جرمن سروس-
1-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ-
2-05 لجنہ میگزین- مختلف پروگرام-
2-30 تعلیم دین حق- روحانی خزائن-
3-00 ہومیوپیتھی کلاس-
4-25 نارویجین زبان سیکھئے-
5-05 تلاوت- درس حدیث- خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 سپورٹس سیکنڈ آل پاکستان اطفال ریلی 1997ء
8-00 اردو کلاس-
9-00 نارویجین زبان سیکھئے-
10-00 ہومیوپیتھی کلاس-
11-05 تلاوت- حدیث- خبریں-
11-45 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات-
12-20 پشتو پروگرام-
1-20 تعلیم دین حق- روحانی خزائن-
1-50 لقاء مع العرب-
2-50 اردو کلاس-
4-00 طبی معاملات میزبان- ڈاکٹر سلطان احمد مبشر مہمان- ڈاکٹر لطیف احمد قریشی-
5-05 تلاوت- خبریں-
5-30 فرنچ زبان سیکھئے-
6-00 انڈونیشین پروگرام-
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 نارویجین پروگرام
11-05 تلاوت- درس حدیث- خبریں-
11-30 اردو کلاس-

بدھ 25- فروری 1998ء

12-30 رات- جرمن سروس-
1-30 چلڈرنز کارنر- کلام الٰہی کا صحیح تلفظ-
2-00 سیرت- از فرید احمد نوید-
2-30 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت صاحب-
4-00 حکایات شیریں-
4-25 فرنچ زبان سیکھئے-
5-05 تلاوت- تاریخ احمدیت- خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر- کلام الٰہی کا صحیح تلفظ-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 طبی معاملات- میزبان ڈاکٹر سلطان اے- مبشر- مہمان- ڈاکٹر لطیف احمد قریشی-
8-00 اردو کلاس-
9-00 فرنچ زبان سیکھئے-
9-30 حکایات شیریں-
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
11-05 تلاوت- تاریخ احمدیت- خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- کلام الٰہی کا صحیح تلفظ-
12-00 سواحیلی پروگرام- مذاکرہ-
1-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
2-00 لقاء مع العرب-
3-00 اردو کلاس-
4-00 گفتگو-
5-05 تلاوت- خبریں-
5-30 ترکی زبان سیکھئے-
6-00 انڈونیشین پروگرام-
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 فرنچ پروگرام-
11-05 تلاوت- تاریخ احمدیت- خبریں-
11-30 اردو کلاس-

جمعرات 26- فروری 1998ء

12-30 رات- جرمن سروس-
1-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ-
2-00 المائدہ-
2-15 پیرہن- لجنہ اماء اللہ-
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ-
4-00 ترکی زبان سیکھئے-
4-25 عربی پروگرام-
5-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 کینیڈا سے پروگرام-
8-00 اردو کلاس-
9-00 ترکی زبان سیکھئے-
9-30 عربی پروگرام
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ-
11-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات-
12-00 سندھی پروگرام-
1-00 المائدہ
1-15 پیرہن-
1-55 لقاء مع العرب-
3-00 اردو کلاس-
4-00 کوئز- تاریخ احمدیت-
4-30 درثمین نظموں کا صحیح تلفظ-
5-05 تلاوت- خبریں-
5-30 ڈچ زبان سیکھئے-
6-00 انڈونیشین پروگرام-
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 ہومیوپیتھی کلاس-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 روسی پروگرام-
11-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
11-30 اردو کلاس-

پتہ درکار ہے

O مکرمہ بشارت تسنیم صاحبہ بنت مکرم چوہدری احمد دین صاحب گھمن نے دارالنصر غربی ربوہ سے اکتوبر 1988ء سے وصیت کی تھی اگر موصیہ خود پڑھیں' ان کے کسی عزیز کو علم ہو تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

شکریہ احباب

O مکرم رشید احمد صاحب کارکن دفتر امور عامہ لکھتے ہیں۔ میرا گمشدہ بیٹا موعود احمد مل گیا ہے۔ اس پریشانی میں جن دوستوں نے دعاؤں سے میری مدد کی۔ میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

بقیہ صفحہ 1

قربانی مقصد کے مطابق ہو۔ مثلاً ایک شخص پڑھتا ہے وہ ایک گھنٹہ بھر پڑھتا ہے۔ مگر امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے اس کی ایک گھنٹہ کی قربانی کافی نہیں ہو سکتی بلکہ پاس ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سات آٹھ گھنٹہ پڑھائی پر قربان کرے تب وہ پاس ہو سکتا ہے۔

(از خطبہ یکم جون 1923)

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 21 فروری-1998ء
درجہ حرارت کم از کم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ نیشنل ہائی وے نے اتھارٹی نے لاہور اسلام آباد موٹروے سیکشن کو آئندہ 25 سال کے لئے ایک ارب پانچ کروڑ چالیس لاکھ ڈالر کے عوض ایک برطانوی کمپنی کنسورشیم پاک ٹون کو پٹے پر دے دیا ہے۔ 65 کروڑ چالیس لاکھ ڈالر سمجھوتہ کے دو ہفتہ کے اندر اور باقی رقم دس سال میں ملے گی۔ یہ فیصلہ وزیر مواصلات اعظم ہوتی کی صدارت میں کیا گیا۔

○ موٹروے کو لیز پر دینے سے جی ٹی روڈ پر ٹال ٹیکس بڑھا دیا جائے گا۔ تین برس بعد دو مرحلوں میں موٹروے پر بھی ٹال ٹیکس 100 فیصد بڑھایا جائے گا۔

○ سوئٹزرلینڈ حکومت نے مبینہ طور پر پاکستان کی سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کے بارے میں اہم دستاویزات چرانے پر احتساب بیورو کے سربراہ سینٹر سیف الرحمان کو تحقیقات کے لئے جنیوا طلب کر لیا ہے۔ اگر ثابت ہو گیا کہ کاغذات منظم کارروائی کے تحت چوری کئے گئے تو یہ سنگین بین الاقوامی جرم ہو گا۔ بعض سوئس حکام نے الزام لگایا ہے کہ سیف الرحمان نے وکیل جین سیمیل سے دستاویزات چرائی ہیں۔

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو نتائج تباہ کن ہوں گے۔ ادھر امریکہ نے پھر اعلان کیا ہے کہ اگر کوفی عنان کا دورہ بغداد ناکام رہا تو بغداد کے خلاف بھرپور حملہ کیا جائے گا۔

○ جنگ کے خطرہ سے کویتی باشندوں نے بڑی تعداد میں ہجرت شروع کر دی ہے۔

○ روسی صدر بورس یلسن نے کہا ہے عراقی مسئلہ کا واحد حل مذاکرات ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس کرامت نذیر بھنڈاری نے کہا ہے کہ خصوصی عدالتوں کے ججوں کا حلف نامہ آئین و قانون کے بنیادی تصور کے خلاف ہے۔ کیونکہ حلف نامہ میں درج ہے کہ اگر ایک جج مسلمان ہے تو اسلام کے مطابق اور اگر دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتا ہے تو پھر وہ اپنے عقیدے کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

○ سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ سیاست میں آنے کا فیصلہ سوچ کر کروں گا۔ فی الحال توجہ کتاب پر ہے۔

○ واسا کے ٹھیکوں میں 16 کروڑ روپے کے گھپلوں کے سلسلہ میں وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے واسا کے وائس چیئرمین محمد افضل ایم پی اے اور سابق میئر چوہدری شبیر علی ایم این اے کے خلاف تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان اجمل میاں نے کہا ہے کہ چودھویں ترمیم کسی رکن پارلیمنٹ کو بولنے سے روک نہیں سکتی۔ آرٹیکل 163اے ایسی کوئی قدغن نہیں نیت تو خدا جانتا ہے ہم صرف دیکھیں گے کہ توہین عدالت ہوئی یا نہیں۔

○ سرحد اسمبلی میں اے این پی کے منحرف ارکان کی تعداد 13 ہو گئی ہے۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ 23 فروری کو تاجر نمائندوں کے ساتھ مذاکرات میں جنرل سیلز ٹیکس کا معاملہ حل ہو جائے گا۔

○ 26 فروری کو تاجروں نے غیر معینہ ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جنرل سیلز ٹیکس ہماری نعشوں سے گزر کر وصول کرنا پڑے گا۔ پیر تک فیصلہ واپس لیا جائے۔ مذاکرات صرف ڈھونگ ہیں۔

○ جمعہ کی سہ پہر کو لاہور، اسلام آباد اور پشاور سمیت کئی شہروں میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ زلزلہ سہ پہر کو پانچ بج کر سولہ منٹ پر آیا۔ لوگوں نے خوفزدہ ہو کر کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ شمالی افغانستان میں بھی زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔ زلزلہ کی شدت 6 اعشاریہ 8 تھی۔ کئی علاقوں میں متعدد مکان صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

○ فیصل آباد سے صادق آباد جانے والی بس جہانیاں کے قریب ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں گیارہ افراد ہلاک ہو گئے اور 25 زخمی، حادثہ دوسری بس کو اوور ٹیک کرتے ہوئے پیش آیا۔

○ 313 ڈالر کی چوری پر کابل میں سرعام چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

○ فیصل آباد بورڈ نے اعلان کیا ہے کہ میٹرک کے امتحان 18 مارچ اور انٹرمیڈیٹ کے 18 مئی سے شروع ہوں گے۔

○ صوبائی وزیر لائیو سٹاک رانا اقبال نے کہا ہے کہ کوئی شخص موجودہ حکومت پر کرپشن کا الزام نہیں لگا سکتا۔

○ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے نیشنل ہائی وے اتھارٹی میں کرپشن کا سخت نوٹس لیتے ہوئے بتایا ہے کہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر 80 کروڑ روپے کے گھپلے ہوئے ہیں۔ کرپٹ افسران کے خلاف سخت کارروائی کے لئے محکمانہ کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔

○ چوک شادمان لاہور میں ڈاکوؤں نے پٹرول پمپ کے کیشیئر سے 4 لاکھ روپے چھین لئے۔

○ 17 دینی جماعتوں نے "مجلس عمل علماء اسلام" کے نام سے متحدہ محاذ بنایا ہے۔ محاذ میں جے یو آئی کے دونوں دھڑے شامل ہوں گے۔ شیخ الحدیث سرفراز صفدر کو امیر اور عطاء المومن بخاری کو رابطہ سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔ اتحاد کی دیگر جماعتوں میں مجلس احرار تنظیم اہل سنت، مجلس تحفظ ختم نبوت، ختم نبوت موومنٹ، سپاہ صحابہ، حرکت الانصار اور وفاق المدارس بھی شامل ہیں 23۔ مارچ کو علماء کنونشن لاہور میں ہو گا۔

○ صدر مملکت نے علماء کے مختلف وفود سے اپنی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور کہا کہ تمام مسالک کے علماء سے رابطہ کر کے انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کروں گا۔

بقیہ صفحہ 1

امیر صاحب کے نمائندہ نے میت وصول کی۔ اور اسی رات میت کو بذریعہ طیارہ فیصل آباد پہنچایا گیا۔ جہاں ایئرپورٹ پر ربوہ سے محترم محمد اکبر اقبال صاحب کے ورثاء اور مرکزی نمائندگان موجود تھے۔ اسی طرح سے جماعت فیصل آباد کا وفد بھی ایئرپورٹ پر موجود تھا۔ میت رات ساڑھے بارہ بجے ربوہ پہنچائی گئی جہاں دارالضیافت میں میت رکھنے کے مخصوص کمرہ میں میت کو رکھا گیا۔ ورثاء کی رہائش کا انتظام بھی دارالضیافت میں کیا گیا۔

اگلے روز 18 فروری کو میت نو بجے صبح احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں پہنچائی گئی۔ اہل ربوہ کو صدر صاحب عمومی کے توسط سے جنازہ کے وقت کی اطلاع کر دی گئی تھی۔ جنازہ سے پہلے احباب جماعت کی کثیر تعداد نے میت کا آخری دیدار کیا یہ سلسلہ جنازہ کے بعد بھی جاری رہا۔ جنازہ کا وقت ساڑھے نو بجے مقرر تھا۔ وقت مقررہ پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ جنازہ اور تدفین میں اہل ربوہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

محترم محمد اکبر قبال صاحب بے لوث خدمت کرنے والے واقف زندگی تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں ہومیوپیتھک ادویات
کاسب سے بڑا اور معیاری ادارہ
کیور ویل میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
ڈاکٹر راجہ ہومیو
فون 213156 - 771
فیکس 212299
گول بازار ربوہ

ویٹر کی ضرورت ہے :- لذیذ چرغہ ہاؤس میں چائنیز اور پاکستانی کھانے کی سروس کے لئے ایک ٹرینڈ یا ان ٹرینڈ ویٹر کی ضرورت ہے۔ ربوہ کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔
رابطہ: چوہدری محمد سلیم لذیذ چرغہ ہاؤس
فون : 918 - 212201